انا خاتم النبیین ولا نبی بعدی

ختم نبوت بر ختمی مرتبت



— مصنف —

سرکار حجۃ الاسلام صدر المحققین علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر

شعبہ نشر و اشاعت

ناشر انجمن حیدری، بھون روڈ چکوال

قیمت ۵۰ پیسے

انا خاتم النبیین ولا نبی بعدی

ختم نبوت بر ختمی مرتبت



مصنف

سرکار حجۃ الاسلام صدر المحققین علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر

شعبہ نشر و اشاعت

ناشر انجمن حیدری، بھون روڈ چکوال

قیمت ۵۰ پیسے

عرض ناشر

انجمن حیدری چکوال کے سلسلہ اشاعت کا ایک گرانقدر تحقیقی شاہکار "ختم نبوت پر ختمی مرتبت" آپکے زیر مطالعہ ہے جسے ہم اپنے سلسلہ اشاعت کے نمبر ۵ کے تحت شائع کر رہے ہیں۔ قوم کے سنجیدہ حلقوں کی طرف سے بارہا کارکنان انجمن کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی کہ ختم نبوت پر ختمی مرتبت کے متعلق بھی انجمن کو ایک رسالہ شائع کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ہم نے سرکار حجۃ الاسلام محقق المحققین علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر سے درخواست کی۔ خدا کا شکر ہے کہ ممدوح نے ہماری درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اور ہم کو ازراہ کرم ماہنامہ الحجت پشاور فروری ۸۰ء کے شمارہ میں شائع شدہ اپنے مضمون کو کتابچہ کی شکل میں شائع کرنے کی اجازت دیدی۔ ہم جناب کی اس بے لوث خدمت کیلئے صمیم قلب سے مشکور و ممنون ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکی اس پیشکش کو قبول فرمائے (آمین) اور احباب کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ اس کتابچہ کو زیادہ سے زیادہ خرید فرما کر عنداللہ و عندالرسول ماجور ہوں نیز ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ ڈاکٹر ذوالفقار حسین صاحب جعفری اور سید اخلاق حسین صاحب کی درازی عمر کی دعا کریں۔ جنہوں نے اس کتابچہ کی اشاعت کے سلسلے میں تعاون کیا۔ پروردگار عالم انکی توفیقات نیک میں اضافہ فرمائے آمین۔

ناشر

تقریظ

تقدس مآب مولانا سید کاظم رضا صاحب جعفری سرپرست اعلیٰ انجمن حیدری چکوال

بحمد اللہ حضرات میں اس وقت یہ چند سطور سپرد قلم کرتے ہوئے انتہائی مسرت محسوس کر رہا ہوں کہ مجھ عاصی کی دیرینہ خواہش بار آور ہو رہی ہے۔ میں جس پودے کی آبیاری کرتا رہا۔ وہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور جناب چہاردہ معصومین علیہم السلام کی برکت سے گلہائے رنگا رنگ پیش کر رہا ہے۔ یعنی نوجوانان انجمن حیدری عملی طور پر میدان عمل میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور سرداران جوانان جنت کے وجہ خلقت عالم امکان، حضور سرور کائنات فخر موجودات سرکار رسالت مآب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدموں میں عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں۔ پروردگار عالم ان کے عمل کو قبول فرمائے۔ اور ان کو اتحاد و اتفاق کے زریں لباس سے آراستہ فرمائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو سرفراز فرماتا ہے تو اس کے نوجوانوں کو باعمل بنا دیتا ہے۔ شکر ہے اس ارحم الراحمین کا۔ اللہ کرے ذوق عمل اور زیادہ ہو۔ زیر نظر کتابچہ "ختم نبوت پر ختمی مرتبت" ہے۔ دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔ سرکار علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر ہمہ صفت موصوف ہیں۔ یہ تحریر اور تقریر یعنی ہر دو میدانوں کے شہسوار ہیں۔ ان کی تحریر و تقریر کا طرۂ امتیاز ہمیشہ تحقیق ہونا چاہیئے اور تحقیق ایک بڑی کٹھن منزل ہے۔ سرکار علامہ موصوف محقق ہونے کے ساتھ ساتھ پاکیزہ کردار کے بھی مالک ہیں۔ ہمارا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے جب ہم ان کو دیکھتے ہیں۔ اللہ کرے ان کا زور علم اور زیادہ ہو۔ پروردگار عالم سرکار موصوف کو عمر نوح عطا فرمائے اور دنیا اس دریائے علم سے سیراب ہوتی رہے۔ (آمین)

راقم الحروف

خاکپائے اہلبیت طاہرین سید کاظم رضا جعفری عفی عنہ ۳/۴ ۲۸

تمہید

ختمِ نبوت کا عقیدہ ان مسلّم الثبوت اسلامی عقائد میں سے ہے۔ جن پر مختلف مکاتیبِ فکر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام مسلمانوں کا باوجود اپنے کئی اختلافات کے ابتدائے اسلام سے آج تک اتفاق رہا اور ہے۔ اسی بنا پر قرونِ اولیٰ میں یہ مسئلہ کبھی محورِ بحث، مرکزِ توجہ، اور مطمحِ انظار نہیں بنا۔ بیدرست ہے کہ شیطان کے نمائندوں سے کوئی دور خالی نہیں رہا۔ مگر مسلمانوں کے اسی اتحاد و اتفاقِ رائے کا نتیجہ تھا کہ جب بھی کسی شقی ازلی نے ادعائے نبوت کی ناپاک جسارت کی، تو اسلامی علماء نے اس پر بالاتفاق کفر کا فتویٰ عائد کر کے ہمیشہ کے لئے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور اس کے عزائمِ مشئومہ کو خاک میں ملا دیا رہا۔ کتبِ سیر و تواریخ میں اس قسم کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کے درمیان بالعموم اور مسلمانانِ ہند و پاک کے درمیان بالخصوص مرکزِ توجہ و معرکۃ الآراء اس وقت سے بنا جب سے متنبّیِ پنجاب نے اپنی جعلی نبوت کا جال بچھایا۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے اس دامِ تزویر میں پھانسنا شروع کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک اس موضوع پر علماءِ اسلام نے اپنے قلم کے خوب جوہر دکھائے۔ تمام مکتبہ ہائے فکر کی طرف سے سینکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں۔ جن میں اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر اس قدر سیر حاصل بحث اور مکمل انتقاد و تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ اب مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں ہے۔

شکر اللہ سعیہم

اس لئے میں اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا تھا۔ مگر ادارہ عالیہ "المجبت" پشاور کی طرف سے موصول شدہ حکم نامہ سے معلوم ہوا کہ اس مجلہ کے اربابِ بست و کشاد "رسالت نمبر" نکال رہے ہیں۔ اور ان کے مخلصانہ اصرار نے مجبور کر دیا کہ میں "ختم نبوت" کے موضوع پر ایک مقالہ سپردِ قلم کروں۔ اگرچہ گوناگوں مصروفیات اور مواقع و عوائق کی کثرت نے اس امر کی

اجازت تو نہیں دی۔ کہ حسب عادت اس موضوع پر کما حقہ ہجا معہ بالنفہ تبصرہ کر سکوں۔ ہاں نہایت عجلت کے عالم میں جو کچھ ہو سکا ہے، تعمیل ارشاد کر دی ہے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق ؂

ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں (۲)

ارشاد رب العباد ہے۔ فَاِن تَنَازَعتُم فِی شَیئٍ فَرُدُّوہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُولِ۔ (پ ۵۔ س ۴۔ ع ۹۔ آیت نمبر ۶۳) "اے مسلمانو! جب تم کسی بات میں باہم اختلاف کرو، تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔ (اس کا فیصلہ خدا اور رسول سے لو)" حضرت امیر المومنینؑ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ اَلرَّدُّ اِلَی اللّٰہِ الاَخذُ بِمُحکَمِ کِتَابِہٖ وَالرَّدُّ اِلَی الرَّسُولِ الاَخذُ بِسُنَّتِہٖ "اللہ کی طرف سے لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب (قرآن) کی آیات محکمات پر عمل کیا جائے۔ اور رسولؐ کی طرف لوٹانے کا مقصد یہ ہے۔ کہ ان کی سنت جامع پر عمل کیا جائے"۔ بنا بریں لازم ہے کہ اس مسئلہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ تاکہ معلوم ہو کہ وہ اس سلسلہ میں کیا فیصلہ صادر کرتی ہے؟ چنانچہ کتاب اللہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں متعدد ایسی آیات مبارکہ موجود ہیں، جو ختم نبوت پر بعبارۃ النص دلالت کرتی ہیں۔ ان سب آیات کا یہاں عد و احصار تو نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ دو چار آیات پیش کی جاتی ہیں۔

ختم نبوت پر پہلی آیت (۳)

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُم وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پارہ ۲۲۔ س احزاب، ع ۲) "حضرت محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے (جسمانی) باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اللہ پاک کے رسولؐ اور تمام نبیوں کے آخر میں آنے والے ہیں۔" اگر بے جا تعصب و عناد نے کسی انسان کی چشم بصیرت کو بالکل اندھا نہ کر دیا ہو تو وہ اس آیت مبارکہ کو ایک طائرانہ نگاہ ہی سے دیکھ کر بآسانی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ آیت مبارکہ جناب سید الانبیاء علیہ وعلی آلہ افضل التحیۃ والثنا کی ختم نبوت

پر نص صریح ہے۔ جس میں نہ کوئی اشکال ہے۔ نہ اجمال اور نہ اپنے ادائے مطلب میں محتاج بیان و استدلال ۔ لیکن افسوس کہ اہل زیغ و ضلال نے ایسی صریح آیت میں بھی غلط موشگافیاں کر کر کے اسے محل نزاع اور قیل و قال کی آماجگاہ بنا دیا۔ کبھی نبی کے معنوں میں تصرف کیا جاتا ہے اور کبھی بموجب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا خاتم (بالفتح) اور خاتم (بالکسر) والے اختلاف قرأت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ لیکن ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی

وجہ استدلال (۴)

ہم ذیل میں ایسے حضرات کی ضیافت طبع کے لئے اس آیت مبارکہ کی وجہ دلالت کی قدرے وضاحت کئے دیتے ہیں۔

مشہور سات قاریوں میں سے صرف حسن اور عاصم نے خاتَم (زبر کے ساتھ) پڑھا ہے۔ باقی پانچ قاریوں نے اسے خاتِم (زیر کے ساتھ) پڑھا ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر ج ۲۲ ص۱۱ طبع مصر وغیرہ کتب میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس طرح لفظ خاتم ختم یختم ختماً سے اسم فاعل بنتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ختم کرنے والا۔ اس طرح آیت کی دلالت آنحضرتؐ کے خاتم الانبیاء اور آخری نبی ہونے پر محتاج بیان نہیں ہے۔ اور چونکہ بنا بریں مشہور نبی عام ہے اور رسول خاص۔ اور ارباب علم جانتے ہیں کہ نفی عام نفی خاص کو مستلزم ہوتی ہے۔ نیز یہ امر بھی واضح ہے کہ "النبیین" کے اوپر جو الف و لام ہے وہ استغراق کا ہے۔ کیونکہ عہد ذہنی یا خارجی کا کوئی قرینہ نہیں ہے، نہ لفظی اور نہ معنوی اور استغراق سے مراد بھی استغراق حقیقی ہے۔ (لانہ معناہ الحقیقی) نہ عرفی، کیونکہ یہ اس کا مجازی معنی ہے۔ جو قرینہ صارفہ سے مراد نہیں لیا جا سکتا۔ کما لا یخفی۔ لہذا آنحضرتؐ کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی رسول۔ نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی، نہ استقلالی اور نہ غیر استقلالی، نہ ظلی اور نہ بروزی، کیونکہ جب علی الاطلاق آنجنابؐ تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ تو پھر آپؐ کے بعد کسی بھی نبی کے بحیثیت نبی آنے

کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اگر لفظ "خاتم" کو موجودہ قرأت کے مطابق زبر کے ساتھ بھی پڑھا جائے۔ تو جب بھی آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر اس کی دلالت واضح و آشکار ہے۔ کیونکہ لغات عرب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتَم اور خاتِم کے درمیان کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ دونوں کا مادہ و ماخذ ایک ہی ہے۔ قاموس، لسان العرب وغیرہ لغات میں لکھا ہے۔

ختم الشئی بلغ آخرہ۔ کسی شئی کو ختم کرنے کے معنی ہیں اس کے آخر تک پہنچنا، اور "ختم العمل" کے معنی ہیں۔ فرغ منہ، نیز المنجد وغیرہ میں لکھا ہے۔ الخاتَم والخاتِم عاقبۃ کل شئی۔ خاتَم اور خاتِم کے معنی ہیں ہر چیز کا آخر اور انجام۔ اقرب الموارد وغیرہ میں لکھا ہے۔

خاتم القوم آخرھم، قاموس میں لکھا ہے۔ والخاتم آخر القوم کالخاتم منہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای آخرھم۔ یعنی خاتم کے معنی ہیں آخر قوم جس طرح خاتم کے یہی معنی ہیں۔ اور اسی لحاظ سے آنحضرتؐ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے یعنی آخر النبیین۔

لسان العرب میں بحوالہ تہذیب اللغۃ ازہری لکھا ہے۔

والخاتَم والخاتِم اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی التنزیل ما کان محمدؐ ابا احد..... ای آخرھم۔ یعنی خاتَم اور خاتِم آنحضرتؐ کے صفاتی اسماء مبارکہ میں سے ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے۔ خاتم النبیین۔ یعنی سب کے آخر میں آنے والا۔ تاج العروس میں لکھا ہے۔ ومن اسمائہ علیہ السلام الخاتَم والخاتِم وھو الذی ختم النبوۃ بمجیئہ۔ یعنی خاتَم اور خاتِم آنحضرتؐ کے اسماء مبارکہ میں سے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ نے تشریف لا کر نبوت کو ختم کر دیا ہے۔

مجمع بحار الانوار میں مرقوم ہے۔ الخاتَم والخاتِم من اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم ای آخرھم و بالکسر اسم فاعل۔

ان حقائق کی روشنی میں ناظرین کرام پہ واضح ولائح ہو گیا ہوگا کہ لفظ "خاتم کو خواہ

"تا" کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے اور خواہ اس کی زیر کے ساتھ دونوں کا مفہوم و مقصود ایک ہی ہے۔ اور ہر دو (۲) قرائتوں سے بحالشمس فی رابعتہ النہار۔ آنحضرتؐ کی ختم نبوت ثابت ہوتی ہے۔ اسی بناء پر مفسر آلوسی نے روح المعانی ج ۲، ص۵۹ پر لکھا ہے۔

والخاتم اسم آلتہ لما یختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنیٰ خاتم النبیین الذی ختم النبیون بہ و ما لہ آخر النبیین یعنی خاتم اسم آلہ ہے۔ آلہ ختم کو خاتم کہا جاتا ہے جیسا کہ آلہ مہر کو طابع کہا جاتا ہے۔ بنا بریں "خاتم النبیین" کے معنی ہیں۔ وہ شخص جس کے ذریعے انبیاء ختم ہو گئے اور سب معنی کا انجام کار یہی مفہوم ہے۔ کہ آپؐ آخر النبیین ہیں (کذا فی البیضاوی والمدارک)

اس استدلال پر ایک اشکال اور اس کا جواب! (۵)

قادیانی امت ہمیشہ یہ شبہ پیش کر کے عوام الناس کو گمراہ کرتی رہتی ہے کہ خاتم کے معنی ہیں مہر اور پھر اس مہر کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی مہر سے نبی بنیں گے۔ آپ کی مہر تصدیق کے بغیر کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ یہ شبہ بہ چند وجوہ باطل اور درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اولاً اسلئے کہ یہ درست ہے کہ خاتم کے ایک معنے "مہر" بھی ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب بیان کرنا کہ آپ کی مہر سے نبی بنیں گے نہ کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے اور نہ روایت سے اور نہ ہی لغت عرب کے محاورات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ بلکہ تمام امت کے اجماع و اتفاق کے مخالف اور تفسیر بالرائے ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔ ثانیاً۔ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہوں کہ جس کی مہر سے نبی بنیں گے۔ تو پھر خاتم القوم اور خاتم المجاہدین کے معنی یہ ہوں گے کہ جس کی مہر سے قوم بنے گی اور مجاہدین بنیں گے۔ ولا یخفیٰ رکاکتہ۔ ثالثاً۔ اوپر آئمہ لغت و تفسیر کے حوالہ جات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں۔ ان حقائق سے قطع نظر کر کے اگر چند لمحوں کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہاں "خاتم" بمعنی مہر ہے۔ تو ظاہر ہے اس سے ڈاکخانوں والی مہر مراد نہیں ہو سکتی۔ جیسے لفافہ خطوط ڈاک میں ڈالے جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہو گی جو لفافہ پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر جائے اور نہ کوئی اندر والی چیز باہر نکلے۔

یا وہ مہر مراد ہوگی جو کسی مطلب کے خاتمہ پر لگائی جاتی ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کاتب نے جو کچھ لکھنا تھا۔ وہ لکھ چکا ہے۔ لہٰذا اگر اس کے بعد کوئی شخص کچھ لکھے گا تو وہ جعلی کارروائی متصور ہوگی۔ بنا بریں سابقہ انبیاء کی نبوتوں پر مہر ثبت ہو چکی ہے۔ لبعد میں غیر مصدقہ نبوت کا خط لئے پھرنا کس کام کا ہے۔ اور ایسی غیر مصدقہ نبوت کا کیا فائدہ ہے۔

ایک اور ایراد کا جواب (۶)

امت مرزائیہ یہ بھی کہا کرتی ہے کہ خاتم النبیین کا لفظ خاتم الفقہا یا خاتم المحدثین کی طرح ہے، جس طرح یہاں مجازی معنی مراد ہیں کہ وہ شخص افضل الفقہاء و المحدثین ہے۔ اسی طرح اس آیت میں یہی معنے مراد ہوں گے۔

اس شبہ کا پہلا جواب

یہ ہے کہ یہ قیاس ہے۔ اساس سر سر فریب کاری ہے۔ اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ اور یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ انسان چونکہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کا مصداق ہے اسے یہ علم نہیں ہوتا کہ آئندہ زمانہ میں کیا ہوگا۔ اور کیسے حالات رونما ہوں گے؟ اسلئے وہ جب کسی فقیہہ یا مفسر کے علم و فضل سے بے حد متاثر ہوتا ہے تو بطور مبالغہ کہہ دیتا ہے۔ (حالانکہ اسے ایسا کہنے سے احتراز کرنا چاہیئے) کہ فلاں شخص اتنا بڑا فقیہہ یا مفسر ہے۔ کہ گویا اس کے بعد اب کوئی فقیہہ یا مفسر پیدا ہی نہیں ہوگا۔ لیکن اس کا یہ نظریہ غلط ہو سکتا ہے۔ (اور ہوتا رہتا ہے) اس کے مزعومہ خاتم الفقہاء والمفسرین سے بھی بڑے فقہاء اور مفسرین پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر خداوند عالم جس کا علم ماکان وما یکون کے تمام ازمنہ کو محیط ہے۔ اور کائنات کا کوئی ذرہ اس پر مخفی و مستور نہیں ہے۔ وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ط

لہٰذا اس کے متعلق یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ غلط طریقہ پر کسی شخص کو خاتم النبیین کہدے دراں حالانکہ اس کے بعد بھی کوئی نبی آنے والا ہو۔

دوسرا جواب

اگر بالفرض یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ بطور مبالغہ اس قسم کے القاب دینے درست ہیں۔ تب بھی اسا

سے یہ کب لازم آتا ہے۔ کہ لغوی لحاظ سے " خاتم " کے معنی کامل یا افضل کے ہوں۔ جنہیں اس کا دعویٰ ہے وہ اس کا ثبوت پیش کریں۔ ولا یاتون بہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیراً۔ اگر کبھی کوئی لفظ (اور وہ بھی مخلوق کے کلام میں بنا بر ضرورت) مجازی معنے میں استعمال ہو جائے تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اس کا لفظ کا حقیقی معنے میں استعمال متروک ہو جائے، اور ہمیشہ وہ اسی مجازی معنے میں مستعمل ہو، اگرچہ کلام خالق میں واقع ہو اور بلا ضرورت ہو، ایسا ادعا تو وہی شخص کر سکتا ہے جو زبان عربی کے قواعد و ضوابط اور اس کے محاورات و موارد استعمال سے بالکل ناواقف ہو۔ " جاء خاتم القوم " سن کر ایک عرب یہ ہرگز نہیں سمجھے گا۔ کہ افضل القوم آگیا۔ بلکہ وہ اس سے یہی معنے مراد لے گا کہ تمام قوم آگئی ہے۔ یعنے کہ اس کا آخری آدمی بھی آگیا ہے۔

ختم نبوت پر دوسری آیت مبارکہ (۲)

ارشاد قدرت ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علٰی ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین (س آل عمران پ ۳ ع ۹) (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ خداوند عالم نے نبیوں سے اقرار لیا کہ جب تمہیں، میں کتاب و حکمت دوں پھر اس کے بعد تمہارے پاس ایک رسول آئے، جو کچھ، تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہو، تو تم ضرور اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی نصرت بھی کرنا۔ خدا نے فرمایا۔ کیا تم نے اقرار کیا اور ہم نے جو عہد تم سے لیا ہے، اس کا بوجھ اٹھا لیا ہے؟ سب نے کہا۔ ہاں ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا۔ تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ اس آیت مبارکہ سے چند امور واضح ہو جاتے ہیں۔ اول یہ کہ انبیاء کو کتاب و حکمت عطا ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ وہ اپنی کتاب و حکمت کا مفہوم و مطلب سمجھ بھی سکتے ہیں۔ اپنی وحی و الہام کے معنے دوسروں سے نہیں پوچھتے، سوم یہ کہ آنے والا رسول تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد آئے گا۔ جیسا کہ لفظ " ثم " سے مستفاد ہوتا ہے۔ چہارم یہ کہ دیگر انبیاء و مرسلین عام لوگوں کے نبی و رسول تھے۔ مگر یہ آخر میں آنے والا بزرگوار رسول الرسل اور نبی الانبیاء ہوگا۔ اس لئے تمام انبیاء سے اشرف و اکمل بھی ضرور ہوگا۔ پنجم یہ کہ تمام انبیاء سے اس

آخر میں آنے والے نبی الانبیاء پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا ہے۔ اور بالفرض وعدہ خلافی کرنے پر وعید و تہدید بھی کی گئی ہے۔ گویا یہ آنحضرتؐ کی ختم نبوت کی تمہید شدید ہے۔ ششم یہ کہ تمام مفسرین اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آخر آنے والے نبی سے مراد حضرت نبی اکرمؐ تاجدار ختم نبوت سرکار محمد مصطفےٰؐ ہیں۔ لہٰذا آنحضرتؐ کے بعد کسی اور نبی کی نبوت کا عقیدہ رکھنا اس آیت مبارکہ کی رو سے بالکل باطل و عاطل ہے۔

اس سلسلہ کی تیسری آیت مبارکہ (۸)

ارشادِ ربّ العزت ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (س مائدہ پ ۶) آج (خم غدیر کے دن) میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تمہارے اوپر تمام کر دیا ہے۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔

یہ آیت مبارکہ اس امر پر نص صریح ہے کہ دین اسلام اصولی و فروعی، اخلاقی و تمدنی معاشی و عمرانی غرضیکہ تمام شعبہ ہائے حیات دنیوی و اخروی کے اعتبار سے کامل بلکہ اکمل ہے۔ تو پھر یہ امر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ پھر نئے نبی کی ضرورت کیا ہے؟ خود مرزائے قادیان نے اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" طبع لاہور صـ ۲۵۵ پر لکھا ہے: انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خدائے رحمٰن بنص قرآن، دین اسلام کو پسند فرما چکا ہے۔ تو پھر کب سے اسے ناپسند فرمایا ہے؟ جب نعمت ایزدی تمام ہو چکی ہے تو پھر کب سے اس میں نقص واقع ہوا ہے؟ جب دین کے تمام شعبے مکمل و مختتم ہیں، تو پھر نئے نبی یا نئے دین کی حاجت کیا ہے؟ صاحب احمدیہ پاکٹ بک (مرزائی) نے صـ ۱۴۹ پر تسلیم کیا ہے۔ کہ شریعت چونکہ مکمل ہے اس واسطے شرعی نبی کی ضرورت نہیں ہے؟

اس قول سے ان کی خانہ ساز نبوت کی بیخ کنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اگر شریعت مکمل ہے تو مرزا صاحب کی آمد کس مقصد کے تحت ہے؟ اگر یہ کہا جائے... کہ شریعت اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ تو یہ فرض تو تیرہ سو برس سے ہزاروں علمائے اسلام بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

اور بموجب اعتقادِ برادرانِ اسلامی۔ ہر مجدد یہ فرض ادا کر سکتا ہے۔ اس کے لئے نبی ہی کی ایسی کون سی ضرورت ہے۔ کہ انسداد باب نبوت کے بعد اسے دوبارہ کھولا جائے؟ غالباً ان ہی وجوہ کی بنا پر خود مرزا صاحب یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ کہ "قرآن کی مدد سے کسی نبی کا آنا ممنوع ہے۔" (ملاحظہ ہو ایام صلح ص ۱۴۶) جب خود ان کے اقرار کے مطابق قرآن کی رو سے کسی نبی کا آنا ممنوع ہے۔ تو اب صرف دیکھنا یہ ہے کہ آیا حدیث کی رو سے اس کا آنا جائز ہے؟

ذیل میں اس امر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ جس کے بعد یہ حقیقت الم نشرح ہو جائے گی۔ کہ قرآن کی طرح حدیث کی رو سے بھی کسی نبی کا بحیثیت نبی آنا ممنوع ہے۔

ختم نبوت احادیث خاتم النبیین کی روشنی میں (۹)

اگرچہ قرآنی فیصلہ کے بعد مزید کسی ثبوت کی ضرورت تو نہیں رہتی مگر بموجب فردوہ الی اللہ والرسول۔ و بمطابق وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما مزید اطمینان قلب و توضیح مطلب کے لئے پیغمبر اسلام کی زبانی بعض احادیث معتبرہ بھی یہاں پیش کی جاتی ہیں۔ جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ علاوہ بریں یہ بھی واضح ہے کہ قرآن کی درحقیقت صحیح تفسیر وہی ہے جو آنحضرتؐ نے اپنے قول و فعل سے کی ہو کیونکہ ہر خاص و عام قرآن کے حقیقی معنی و مطالب کو نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ تبیین و تفسیر قرآن پیغمبر اسلام کا وظیفہ و مقام ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔ اے رسول ہم نے یہ قرآن تم پر اسلئے نازل کیا ہے۔ کہ تم بیان کرو کہ کیا نازل کیا گیا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن بموجب فرمانِ رحمٰن ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر آسان ہے۔ مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن ضرور آسان ہے مگر پیغمبر اسلامؐ کی زبان سے۔ ولقد یسرنا القرآن بلسانک۔ اے رسول ہم نے قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا ہے۔ قرآن کو سہل و آسان بتانے والے اصحاب کو چاہیئے کہ وہ اس آیت مبارکہ کو اپنے لئے کحل البصیرت بنائیں۔ ورنہ ان پر یہ مثل صادق آئے گی کہ ع

حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاء۔

درحقیقت آنحضرت کا منصب ہی تزکیہ نفوس کے ساتھ ساتھ تعلیم قرآن و حکمت ہے۔ کما قال عز من قائل، ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ بات ظاہر ہے۔ اگر پڑھا لکھا آدمی قرآن کے مطالب ومعنی سمجھ سکتا تو قرآن کے ساتھ آنحضرتؐ کے بھیجنے کی ضرورت ہی نہ تھی! بہرحال متعلقہ مسئلہ میں آپ کے ارشادات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم صرف چند احادیث شریف پیش کرتے ہیں۔

ختم نبوت پہ پہلی حدیث شریف (۱۰)

بخاری، مسلم اور مسند امام احمد وغیرہ کتب فریقین میں پیغمبر اسلامؐ کا یہ ارشاد باسناد موجود ہے۔

یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ (اے علی! تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو جناب ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یہ حدیث شریف بعبارۃ النص آنحضرتؐ پر نبوت کے ختم ہو جانے پر دلالت کرتی ہے۔ ورنہ روشن ہے کہ اگر آپ کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری وساری ہوتا تو پھر یہ استثناء کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی

دوسری حدیث شریف (۱۱)

عن فرات القزاز قال سمعت اباحازم قال قاعدت اباھریرۃ خمس سنین فسمعتہ یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری ج ا ص۴۹۱)

فرات قزار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو حازم سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں پورے پانچ برس ابوہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ہوں۔ میں نے ان سے سنا ہے کہ وہ آنحضرت کی حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ کہ بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ رائج تھا کہ ان پر انبیاء حکومت کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تھا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ البتہ خلیفے ضرور ہوں گے!" یہ حدیث شریف جس طرح آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ کما لا یخفیٰ۔

تیسری حدیث مبارک (۱۲)

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۹۱ کذافی الترمذی ج ۲ ص ۵۱ و کنزالعمال ص ۳۲ ج ۸) انس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہیں۔ اس لئے میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی ۔ اس حدیث نے تو ان لوگوں کی ژاژ خائی بھی ختم کر دی، جو یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ قرآن و حدیث میں نبوت کے ختم کی کوئی تصریح نہیں، بلکہ "نبی" کے نہ آنے کا تذکرہ ہے۔ اور پھر نبی کی تاویل تشریعی نبی سے کیا کرتے ہیں۔ مگر اس حدیث شریف میں وضاحت موجود ہے۔ کہ نبوت و رسالت ہی ختم ہو چکی ہے۔ تو پھر نبی و رسول کا آنا کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔

چوتھی حدیث شریف (۱۳)

جناب ارشاد فرماتے ہیں۔ ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون، (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۸ کذافی المشکوٰۃ ص ۵۱۲ وسنن للبیھقی) میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور میرے ذریعہ تمام نبی ختم ہو گئے ہیں۔ یہ حدیث شریف بھی ہمارے دعوے کے اثبات پہ نص صریح ہے۔

پانچویں حدیث شریف (۱۴)

فرمایا۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحۃ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۵ وغیرہ) نبوت کا کچھ حصہ بھی باقی نہیں رہا۔ ہاں صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا سچے خواب!! ختم نبوت پہ اس حدیث کی دلالت واضح ہے۔

چھٹی حدیث شریف (۱۵)

آنحضرت کی مندرجہ ذیل حدیث شریف بھی بہت مستند اور تمام کتب معتبرہ میں موجود

اور اثبات مدعا پر ایسی نص صریح ہے۔ جسے ہر خاص و عام سمجھ سکتا ہے۔ فرمایا۔

ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیاناً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون و یتعجبون ویقولون ھل وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، بیہقی ج ۹ ص ۵) مسند امام احمد ج ۳ ص ۹ کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ فجئت فاتممت تلک اللبنۃ۔ فرمایا۔ میری اور جو انبیاء مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے ایک بہترین گھر تعمیر کیا ہو۔ مگر اس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ اب جو لوگ بھی اس گھر میں داخل ہوتے ہیں، اس کے حسن و خوبی کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی۔ فرمایا میں ہی قصر نبوت کی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۴۸ کے الفاظ یہ ہیں) جئت وختمت الانبیاء۔ اہل انصاف بتائیں کہ اس سے بہتر اور سہل انداز میں مسئلہ ختم نبوت کے مسئلہ کا اظہار کیا جا سکتا ہے!! وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون۔

ساتویں حدیث شریف (۱۶)

فرمایا۔ بعثت انا والساعۃ کھاتین۔ وجمع بین اصبعیہ (ابن ماجہ ص ۳۰۲) میری بعثت اور قیامت اس طرح ملی ہوئی ہے۔ جس طرح میری یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ اس حدیث سے بھی واضح و آشکار ہوتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی حدود قیامت کے ساتھ متصل ہیں۔ اب قیامت تک آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ !!

آٹھویں حدیث شریف (۱۷)

قال رسول اللہ ﷺ۔ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ) میرے بعد قریباً تیس جھوٹے مدعی پیدا ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک شخص یہ گمان فاسد کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں

خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ یہ حدیث شریف جہاں آنحضرتؐ کی ختم نبوت پہ نص صریح ہے۔ وہاں آپ کی نبوت صداقت وحقانیت کی بین دلیل بھی ہے۔ کہ جس طرح پیشنگوئی فرمائی تھی۔ اسی طرح حرف بحرف پوری ہوئی ہے۔ اور ہو رہی ہے۔ یہ ہے نمونہ مشتے از خروارے جس سے روز روشن کی طرح واضح وآشکار ہو جاتا ہے۔ کہ سلسلہ نبوت حضرت آدمؑ سے شروع ہوا اور سرکار ختمی مرتبتؐ پر آکر ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ آپؐ کے بعد کوئی شخص بحیثیت نبی کے (جیسی بھی نبوت ہو) نہیں آسکتا ہے۔ اگر کوئی اس کا ادعا کرتا ہے تو وہ خود آنحضرتؐ کے الفاظ میں کذاب (بہت جھوٹا) ہے۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین ؕ

ختم نبوت مفسرین اسلام کے اقوال کی روشنی میں (۱۸)

اگر ہم یہ چاہیں کہ اس سلسلہ میں تمام مفسرین، محدثین متکلمین اور مورخین اسلام کے اقوال و آراء گرامی کو نقل کریں۔ تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ اس لئے یہاں صرف فریقین کے بعض مشہور مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ جن کے دیکھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا۔ کہ قرن اول سے لے کر آج تک عالم اسلام کے تمام علماء کرام ختم نبوت کے عقیدہ پہ متفق البیان ہیں۔ اور آنحضرتؐ کے بعد مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

(۱) جناب علامہ ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی تفسیر میں آیت وخاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ یعنی آپؐ کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آنجنابؐ نے تشریف لا کر نبوت کو ختم کر دیا ہے اور اس پہ مہر لگا دی ہے۔ لہٰذا اب قیام قیامت تک کسی بھی شخص کے لئے اس کا دروازہ نہیں کھلے گا (تفسیر ابن جریر ج ۲۲ ص ۱۲) (۲) علامہ فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔ (وخاتم النبیین) وذالک لان النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیئاً من النصیحۃ والبیان یستدرکہ من یاتی بعدہ واما من لا نبی بعدہ یکون اشفق علی امتہ واھدیٰ لھم ... (الی ان قال) وکان اللہ بکل شیئ علیما۔ یعنی

علمہا بکل شیئ داخل فیہ ان لا نبی بعدہٗ ۔ " جس نبی کے بعد کوئی نبی آنا ہو ۔ اگر وہ بیان ونصیحت کی قسم سے کچھ چھوڑ بھی جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کی تلافی کر دیتا ہے ۔ مگر جس کے بعد کوئی نبی نہ آنا ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق اور ان کی ہدایت پر زیادہ حریص ہوتا ہے ۔ خدا کو ہر چیز کا علم ہے ۔ لہٰذا اس کے علم میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۶)

(۳) صاحب تفسیر مدارک لکھتے ہیں ۔ وخاتم النبیین بفتح التا (قرأتہ عاصم) بمعنی طابع ای آخرھم یعنی لا ینبأ احد بعدہٗ و عیسیٰ ممن نبیٔ قبلہ وحین ینزل ینزل عاملا بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانہ بعض امتہ (ج ۳ ص ۲۳۴) یعنی خاتم النبیین تا کی زبر کے ساتھ ہے ۔ یہ عاصم کی قرأت ہے ۔ جس کے معنے مہر کے ہیں یعنی آپؐ وہ آخری نبی ہیں کہ آپؐ کے بعد کسی بھی شخص کو نبوت نہیں مل سکتی ۔ (حضرت عیسٰےؑ کی نبوت والا اعتراض نہ کیجئے کیونکہ) جناب عیسٰےؑ ان انبیاء میں سے ہیں جن کو آنحضرتؐ سے پہلے نبوت مل چکی تھی ۔ اور جب اتریں گے ۔ تو آنحضرتؐ کی شریعت پر اسی طرح عمل کریں گے کہ گویا آپ آنحضرتؐ کی امت کے فرد ہیں ۔

(۴) علامہ زمخشری نے بھی تفسیر کشاف میں اسی طرح افادہ فرمایا ہے ۔ (ملاحظہ ہو تفسیر کشاف ج ۲ ص ۲۳۲) (۵) مفسر جلیل علامہ طبرسی متوفی ۵۴۸ ہجری اپنی تفسیر مجمع البیان مطبوعہ ایران میں اسی آیت مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں ۔ ای واخر النبیین ختمت النبوۃ بہ فشریعتہ باقیتہ الی یوم الدین وھذا فضیلۃ لہ صلوٰت اللہ علیہ والہ اختص بھا من بین سائر المرسلین (مجمع البیان ج ۲ ص ۳۶۳) خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ۔ ان کے ذریعے نبوت ختم ہو گئی ہے ۔ لہٰذا ان کی شریعت قیام قیامت تک باقی ہے ۔ اور یہ وہ فضیلت ہے ، جو تمام انبیاء و مرسلین میں سے صرف آنحضرتؐ ہی کو حاصل ہے ۔

(۶) صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں ۔ وخاتم النبیین ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ

بعدہ ای ولا معہ الخ ... خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم نے آپؐ کے ذریعے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ لہٰذا ان کے بعد یا ان کے ہمراہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ (ج ۵ ص ۲۷۸) (۷) صاحب تفسیر معالم التنزیل لکھتے ہیں۔ (وخاتم النبیین) ختم اللہ بہ النبوۃ وقرأ ابن عامر وعاصم خاتم بفتح التاء علی الاسم ای آخرھم وقرأ الآخرون بکسر التاء علی الفاعل لانہ ختم بہ النبیین فھو خاتمھم (ج ۵ ص ۲۱۸) (۸) مفسر ابن کثیر لکھتا ہے۔ (وخاتم النبیین) فھذہ الآیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی فلا رسول بالطریق الاولیٰ (ج ۳ ص ۴۹۳) (۹) علامہ محسن فیض کاشانی لکھتے ہیں (وخاتم النبیین) وآخرھم الذی ختمھم او ختموا بہ علی اختلاف القرائتین (تفسیر صافی ص ۴۲۸)

(۱۰) صاحب تفسیر برہان تحریر فرماتے۔ (وخاتم النبیین) ولا نبی بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی جناب رسولخداؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (تفسیر برہان ج ۳ ص ۳۲۷) ان تمام عبارات کا مطلب ومفہوم وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ "تلک عشرۃ کاملۃ"۔ انہی دس حوالہ جات پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ورنہ:

"سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے"

ختم نبوت خود مرزائے قادیان کے اقوال وآراء کی روشنی میں (۹)

اگرچہ ہمارا روئے سخن آنحضرتؐ کے بعد کسی خاص مدعی نبوت کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ عمومی حیثیت سے گفتگو کر رہے ہیں۔ مگر پھر پھر کر جناب مرزا صاحب سامنے آ ہی جاتے ہیں۔ لہٰذا اس سلسلہ میں ان کی بعض تصریحات بھی فائدہ سے خالی نہیں ہیں۔ سچ ہے۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے حضرت ختمی مرتبتؐ پر سلسلۂ نبوت کا ختم ہو جانا اور قیامت تک کے لئے باب نبوت و رسالت کا بند ہو جانا ایک ایسی مسلمہ حقیقت اور ایسا اتفاقی نظریہ ہے کہ دیگر عامۃ المسلمین تو بجائے خود جناب مرزائے قادیان کو اپنے ادعائے نبوت سے قبل اس حقیقت کا اقرار و اعتراف تھا۔ ہم بطور نمونہ یہاں ان کی چند تصریحات کا ذکر کرتے ہیں۔ ے

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ان کی یہ تصریحات مختلف کتب و رسائل میں بکھری ہوئی ہیں۔ "حمامتہ البشریٰ" میں لکھتے ہیں کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح فرما دی اور اگر ہم اپنے نبیؐ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں، اور یہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول کے بعد کیونکر آ سکتا ہے۔ درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ (حمامتہ البشریٰ ص۲۰)

"کتاب البریہ میں لکھتے ہیں۔ "آنحضرتؐ نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لا نبی بعدی۔ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت ولکن رسول اللہ خاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبیؐ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب البریہ ص۱۸۴ حاشیہ مرزا صاحب)

کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں یوں رقمطراز ہیں۔ "اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلۂ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷ مصنفہ مرزا صاحب) انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ مرزا صاحب) میں فرماتے ہیں۔ کہ "کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرتؐ کے بعد رسول اور نبی ہوں" (حمامتہ البشریٰ ص۹۶) میں رقم فرماتے ہیں وما کان لی ان ادعی النبوۃ و اخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین ط۔ "میرے لئے یہ امر کب جائز ہے کہ دعوئے نبوت کر کے دائرۂ اسلام سے نکل کر کافروں میں جا ملوں۔۔۔ خدا فضل و کرم فرمائے جب انسان پر حب دنیا اور حب ریاست غالب آ جاتی ہے۔ اور توفیق الٰہی سلب ہو جاتی ہے تو اس وقت انسان اس قدر مطلق العنان ہو جاتا ہے کہ اسے کچھ سوجھتا ہی نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔

پہلے کیا لکھ چکا ہے۔ اور اب کیا لکھ رہا ہے۔ مذکورہ بالا تصریحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ذرا مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل دعاوی پر بھی ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے جائیے، تب جا کے دعوے کی تصدیق آسانی ہو جائے گی۔ (انجام آتھم صـ۲۷ پر لکھتے ہیں) صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت، حقیقی طور پر نبوت و رسالت کا دعوے نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ہے۔" ——

قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجاز کے پردہ میں کس طرح اپنی نبوت کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے۔ اسی طرح "ایک غلطی کا ازالہ" نامی رسالہ میں لکھتے ہیں۔" مجھے بروزی صورت نے نبی و رسول بنایا ہے۔ اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی و رسول رکھا۔" ترقی کرتے کرتے یہاں تک کہہ دیا ؎

آنچہ من می شنوم ز وحی خدا | بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم | از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید | از دہان خدائے پاک وحید
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را | بر کلامے کہ شد بروے القا
واں یقین کلیم بر تورات | واں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین | ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صـ۲۸۷) اس مقام پر پہنچ کر کھل کر کہہ دیا کہ" مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ و انجیل اور قرآن پر۔ (اربعین نمبر۴ صـ۲۵ مصنفہ مرزا صاحب) انہی حقائق کی بنا پر مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے صاف صاف لکھ دیا۔" پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنے کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔" لگے ہاتھوں مرزا صاحب کے طنبوروں کا راگ بھی سن لیجیے۔ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج ۱۲ صـ۱۱ اگست ۱۹۱۷ء پر لکھا ہے۔" آنحضرت کے بعد صرف ایک نبی کا ہونا لازم ہے۔ اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خداتعالےٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔ اور خلیفہ قادیان میاں بشیر الدین لکھتے ہیں" انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔ ان کا یہ سمجھنا خداتعالےٰ کی قدر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔" اسی کو کہتے ہیں کہ خود مرزا صاحب کا فتویٰ بھی سماعت کر لیجیے۔ فرماتے ہیں۔" کسی سچیار عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو تو اس

کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے۔ دست بچن۔ صلا معنفہ مرزا صاحب) ایک اور جگہ فرماتے ہیں "جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہو جاتا ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۲)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔ (ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون)

ختم نبوت عقل سلیم کی روشنی میں

آخر میں ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں، کہ عقل سلیم بھی اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ سلسلہ نبوت سرکار رسالت مآبؐ پر ختم ہونا چاہیئے۔ اور ہو بھی گیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف دو طرح سے اس امر پر استدلال کرتے ہیں۔

(۱) کتب سیر و تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک سلسلہ نبوت جاری رہا، ہر پہلا نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی بعثت اور اس کے صفات و حالات کی خبر دیتا رہا۔ تاکہ لوگ اس کی نبوت و رسالت کا انکار کر کے چاہ ضلالت و غوایت میں نہ گریں۔ حضرت عیسےٰ کا یہ فرمانا۔ کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (قرآن کریم) بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ بنا بریں قانون اگر پیغمبر اسلام کے بعد بھی کوئی نبی و رسول آنا ہوتا تو اس سنت جاریہ کے مطابق ان پر لازم تھا کہ آپ نہ صرف اس آنے والے نبی کی خبر دیتے بلکہ اس کی مکمل نشان دہی فرماتے۔ تاکہ امت مسلمہ اس کی نبوت کا انکار کر کے گمراہی کا شکار نہ ہو جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بجائے اس کے الٹا قرآن و حدیث ختم نبوت کے تذکرہ سے لبریز ہیں اور احادیث نبویہ مدعی نبوت کو کاذب و مفتری قرار دے رہی ہیں۔ لہٰذا اب اگر بالفرض کسی نبی کا آنا تسلیم کر لیا جائے، تو اس کا آنا موجب رحمت نہ ہوگا۔ بلکہ امت مرحومہ کے لئے باعث شقاوت و زحمت ہوگا۔ اور منکرین کے انکار اور اس کے نتیجہ میں جو گمراہی پھیلے گی اس کی ذمہ داری معاذ اللہ خود خدا اور رسول پر عائد ہوگی۔ وہ رسول جس نے ہر چھوٹی چھوٹی چیز کو بھی بڑی وضاحت سے بیان کر دیا جس کا لوگوں کی ہدایت یا ضلالت سے کچھ تعلق تھا بھلا اس کے متعلق یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے بعد نبی و رسول کے مبعوث ہونے جیسے اہم مسئلہ کو بالکل نظر انداز کر دیتے!! کیونکہ اسلامی لٹریچر میں آخر میں ایک بھی تو مستند حدیث نہیں جس میں آنحضرتؐ نے اپنے بعد کسی آنیوالے نبی کی بشارت دی ہو!! (۲) یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ انبیاء کو خاص دینی ضرورت کے لئے بھیجا جاتا ہے رجن

کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ارباب بصیرت کو وہ ضروریات معلوم ہیں) جب تک وہ ضرورت داعی نہ ہو۔ اس وقت تک نبی کے بھیجنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زمانۂ فترۃ (دو نبیوں کے درمیان والا زمانہ) اسی فلسفہ پر مبنی ہے۔ کہ جب تک پیشرو نبی کی تعلیمات زندہ رہیں۔ اور لوگوں کی ضروریات زندگی ان سے پوری ہوتی رہیں خدا دوسرے نبی کو مبعوث نہیں فرماتا۔ مگر جب وہ تعلیمات نئے لوگوں کی شرعی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکیں اور حالات نئے احکام و شرائع کے مقتضی ہوں تو پھر خدائے حکیم نیا نبی بھیجا کرتا ہے۔ بنا بریں قاعدہ بھی آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جس رسول کے بارہ میں خدا فرمائے۔ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ وما ارسلنٰک للناس کافۃ۔ اور خود اس رسول کا ارشاد ہو۔ بعثت الیٰ کل اسود و ابیض۔ جس کی تعلیمات قیامت تک کیلئے کافی و وافی ہوں۔ اس کے بعد کسی نبی و رسول کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ اور جب ضرورت نہیں ہے تو پھر کیا خدا عبث و بے فائدہ طور پر کسی نبی کو بھیج سکتا ہے؟ خود مرزائے قادیان کو بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ آنحضرت کے فیوض و برکات قیامت تک جاری و ساری ہیں۔ چنانچہ وہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲ طبع اول پر یوں رقمطراز ہیں۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ اور اللہ کے اس قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر چہ اپنے نبی کی کتاب قرآن کریم تمام آئندہ زمانوں اور ان زمانوں والے لوگوں کے علاج اور دوائی رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبیؐ کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کیلئے نہ بھیجتا۔ اور ہمیں محمد رسول اللہ ص کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانے پر پھیلا ور آپ کے فیض اولیاء اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر ادر ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ آنحضرتؐ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔

ازالۂ شبہ (۲)

اگر یہ کہا جائے کہ اگر چہ نئی شریعت اور تشریعی نبی کی تو واقعی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ایسے نبی کے آنے میں کیا قباحت ہے جو غیر تشریعی ہو۔ تاکہ جناب رسول خداؐ کی لائی ہوئی شریعت کی تجدید کرے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ علماء دین، مفسرین، محدثین متقدمین و متاخرین (اور بخیال برادران اسلامی) مجددین یہ کام کر سکتے ہیں۔ اور قریباً چودہ سو سال سے کر رہے ہیں۔ تو پھر نئے نبی کی کیا ضرورت ہے۔ اگرچہ تشریعی نہ ہو! لہٰذا باوجود اسکے کہ اسکے بغیر کام چل سکتا ہے اور چل رہا ہے

کسی شی کا بھیجنا عبث کام ہے اور خدا کی ذات اس عبث کاری سے اجل و ارفع ہے۔ بنا بریں حقائق کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد اگر کوئی شخص دعوائے نبوت کرتا ہے تو وہ آنحضرتؐ ہی کے الفاظ میں کذاب و دجال ہے۔

بعض شکوک و اوہام کا ازالہ (۲۳)۔ بعض شکوک و شبہات کا ازالہ تو اوپر آیات قرآنیہ کے ساتھ استدلال کے ضمن میں کر دیا گیا ہے۔ اب یہاں مزید بعض اہم اوہام کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ مضمون ہر لحاظ سے مکمل و مختتم ہو جائے انشاء اللہ۔ اس سلسلہ میں ہم اختصار کے پیش نظر دہی بعض شبہات ذکر کریں گے۔ جن کے ساتھ مخالفین بڑے طمطراق کے ساتھ تمسک کیا کرتے ہیں۔ اور ان کے مختصر مگر تحقیقی جوابات ذکر کریں گے۔

پہلا وہم اور اس کا ازالہ (۲۴) ارشاد قدرت ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (سورۂ نساء ع ۹) اس آیت مبارکہ کا ترجمہ کیا جاتا ہے: "جو لوگ اللہ و رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں گے جن پر خدا نے انعام کیا ہے۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین اور یہ اچھے ساتھی ہیں۔" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اطاعت گزاری سے نبوت کے درجہ کو حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ترجمہ بچند وجوہ درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اولاً اس لئے کہ یہ امر اپنے مقام پر مبرہن کیا جا چکا ہے کہ نبوت وہبی چیز ہے۔ وہ اطاعت و فرمانبرداری سے کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہاں ان دلائل و براہین کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ارشاد قدرت ہے۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس۔ خداوند عالم ملائکہ اور لوگوں سے رسول منتخب کرتا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔ اللہ یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ۔ خدائے سبحانہ ہی پیدا کرتا ہے۔ اور وہی (نبی) انتخاب کرتا ہے۔ لوگوں کو اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ کوئی شخص محض اطاعت کرنے سے درجۂ نبوت پہ فائز ہو جاتا ہے۔ ان تمام آیات و روایات اور دلائل کے منافی ہے۔ جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ نبوت وہبی ہے۔ کسب و اکتساب سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ **ثانیاً**۔ اگر خدا اور رسول کی اطاعت سے نبوت حاصل ہو سکتی۔ تو پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے بعض ضرور درجۂ نبوت پہ فائز ہو جاتے۔ کیونکہ ان سے بڑھ کر بالاتفاق اسلامیہ میں کوئی شخص اطاعت گزار اور فرمانبردار خدا اور رسول نہیں ہو سکتا۔ ان کی اطاعت مخصوص من اللہ ہے۔ لیکن جب وہ حضرات درجہ نبوت پہ فائز نہیں ہو سکے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محض اطاعت کرنے سے کوئی شخص نبی اور رسول نہیں بن سکتا۔ یہاں حدیث "یا علی انت منی بمنزلۃ

ھارون من موسےٰ الا انہ لا نبی بعدی بھی ملحوظ ہے۔ ثالثاً اس آیت مبارکہ کا ترجمہ ہی غلط کیا جاتا ہے۔ "مع" جس کا ترجمہ ساتھ اور ہمراہ ہے۔ "من" معنی میں سے کیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ جب ترجمہ غلط ہوگا، تو اس سے جو نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔ وہ بھی یقیناً غلط ہوگا۔ کیونکہ ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج　　　تا ثریا میرود دیوار کج

حالانکہ اس آیت مبارکہ کا صحیح مفہوم جو معمولی عربی پڑھا لکھا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے، یہ ہے کہ "جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ہمراہ ہوں گے، (جنت میں) جن پر خدا نے انعام کیا ہے یعنی نبی، صدیق، شہید، صالح اور یہ حضرات بہترین رفیق ہیں۔" فرمایئے اس سے کس طرح اجرائے نبوت ثابت ہوتی ہے؟ اگر انسان اطاعت سے صالح و صدیق اور شہید بن سکتا ہے تو یہ اس لئے نہیں ہے کہ اس آیت سے یہ مطلب ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ دوسری آیات و روایات سے ثابت ہے کہ اطاعت سے یہ مدارج عالیہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ جیسے والذین آمنوا باللہ ورسلہٖ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء (الحدید ۲) "جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ صدیق اور شہید ہیں۔ اور اس سلسلہ کے اختتام پذیر ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ بہ خلاف درجہ نبوت کے کہ اس پر قرآن و حدیث سے کوئی آیت یا روایت ایسی پیش نہیں کی جا سکتی۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ درجہ بھی ایمان و عمل صالح بجا لانے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ مزید برآں اس درجہ کے ختم پر نصوص قرآنیہ و حدیثیہ موجود ہیں۔ لہٰذا اس درجہ کا صدیقیت و صالحیت وغیرہ مقامات و مدارج پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ رابعاً اگر کسی کے ہمراہ ہونے کا یہ مطلب ہو کہ ہمراہ ہونے والا خود اسی میں شمار ہو جاتا ہے۔ جس کے ہمراہ ہو، تو پھر مندرجہ ذیل آیات کا کیا مفہوم لیا جائے گا۔ ان اللہ مع الصابرین۔ وان اللہ مع المحسنین ان اللہ مع المتقین ان اللہ معنا۔ وجاھدوا مع رسولہٖ۔ قال اللہ انی معکم۔ کونوا مع الصادقین محمد الرسول اللہ والذین معہٗ۔ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہٗ وغیرہ وغیرہ۔ کیا خدا ہمارے ساتھ ہونے سے ہم ہی سے ہو جاتا ہے۔ کیا رسول کے ہمراہ جہاد کرنے سے رسول ہو جائیں گے۔ کیا ہم صادقین کے ہمراہ ہونے سے خود صادقین۔ (یعنی آئمہ معصومین) بن جائیں گے! حاشا وکلا۔ یہ مطلب کوئی بھی صحیح الدماغ

ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ پس ان حقائق کی روشنی میں معلوم ہوا۔ کہ اس آیت مبارکہ میں صرف اطاعت شعاروں کو جنت الفردوس میں انبیاء و مرسلین، شہداء و صالحین کے ہمراہ ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ جس طرح دیگر آیت میں انہیں جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ جیسے۔ وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار۔ والذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون۔ والذین آمنوا وعملوا الصلحات فی جنت النعیم۔ الی غیر ذالک من الآیات الکثیرۃ۔ لہٰذا اس آیت کا اجرائے نبوت کے ساتھ قطعاً کوئی ربط نہیں ہے۔

دوسرا وہم اور اس کا ازالہ

:- ارشاد قدرت ہے۔ یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (پ ۸ س ع)

اے بنی آدم جب تمہارے پاس رسول آئیں اور میری آیات کی تلاوت کریں تو جس نے بھی تقوے اختیار کر کے اپنی اصلاح کی تو اسے نہ کوئی حزن ہوگا اور نہ خوف۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد نبی آسکتے ہیں!! یہ وہم بالکل فاسد ہے اور اس خیال فاسد پہ مبنی ہے کہ یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ عالم الست کا واقعہ ہے۔ اور تمام اولاد آدم کو اس وقت جو خطاب کیا گیا تھا اس کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن جریر جلد ۸ ص ۱۱۳ پہ مذکور ہے ان اللہ جعل آدم وذریتہ فی کفہ فقال یا بنی آدم اما یاتینکم۔ ثم نظر الی الرسل فقال یا ایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحاً انی بما تعملون علیم۔ یعنی خداوند عالم نے حضرت آدم اور ان کی تمام ذریت کو قبضہ قدرت میں لے کر فرمایا۔ اے بنی آدم جب .. (تا آخر آیت) پھر رسولوں کو مخاطب کر کے فرمایا" اے میرے رسولو! پاکیزہ رزق کھاؤ۔ اور عمل صالح بجالاؤ، تم جو کچھ کرو گے میں اسے جاننے والا ہوں!! اس بیان حقیقت ترجمان سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ آیت مبارکہ یا ایھا الرسل .. میں جو رسولوں کو خطاب ہے یہ بھی عالم ذر کا واقعہ ہے لہٰذا اس سے تمسک کرکے بھی اجرائے نبوت کی دلیل نہیں قرار دیا جاسکتا۔ بفضلہ تعالےٰ ان حقائق سے کالشمس فی رابعۃ النہار واضح و آشکار ہوگیا کہ جناب پیغمبر اسلامؐ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اب نہ کوئی نبی آسکتا ہے نہ رسول۔ اگر کوئی اس عہدہ جلیلہ کا ادعا کرتا ہے تو وہ مدعی مفتری اور کاذب ہے۔

(وھو المطلوب والحمد للہ علی سطوع الحجۃ وضوح المحجۃ!!)

۷۸۶

حسینیت زندہ باد

یزیدیت مردہ باد

فلاحُ المومنین فی عزآءِ الحسینؑ

کچھ عرصہ ہوا کہ خدام اہلسنت والجماعت چکوال کی طرف سے ایک پمفلٹ بعنوان "ہم ماتم کیوں نہیں کرتے" شائع کیا گیا جس میں ماتم و مجالس کے خلاف دل کھول کر بغض و عناد کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں تک لکھ دیا گیا کہ "قاضی صاحب کے دلائل کا جواب کوئی غالی شیعہ دینے کی جرأت قیامت تک نہ کر سکے گا"۔ یہ حضرات شیعان حیدر کرارؑ کی مصلحت آمیز خاموشی کو ان کی عاجزی پر محمول کر کے نقارۂ تحدی پیٹتے تھے۔ ملت شیعہ خیر البریہ کے لئے قابل صد افتخار ہے۔ کہ لقائے قوم آغا السید واصف حسین صاحب نقوی آف رہال نے مخالفین کے جملہ اعتراضات کے منہ توڑ جوابات دیتے ہوئے رسالہ شریفہ "فلاحُ المومنین فی عزآء الحسینؑ" تحریر فرمایا۔

مومنین کرام کیلئے ضروری ہے کہ اس رسالہ شریفہ کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔ قیمت ساڑھے تین روپے

تجلیاتِ صداقت بجوابِ آفتابِ ہدایت

افقِ حق و صداقت سے عنقریب پوری آب و تاب کے ساتھ منصۂ شہود پر طالع ہو رہا ہے۔

خدام اہلسنت والجماعت چکوال کو ردِ شیعیت میں مولوی کرم دین آف بھیں کی کتاب "آفتابِ ہدایت" پر بڑا ناز تھا اور وہ اسے لاجواب سمجھتے تھے بمقام شکر و انبساط ہے کہ سرکار سند المحققین مد ظلہ نے اس جانب خصوصی توجہ مبذول کر کے دندان شکن تحقیقی جواب لکھ کر پوری قوم کا سر افتخار بلند کر دیا ہے۔ جس پر آنیوالی نسلیں بجا طور پر فخر کرتی رہیں گی۔

یہ کتاب شیعہ سنی اصولی و فروعی اختلافات کا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ہے۔ تمام نزاعی مسائل پر تہذیب و متانت کے ساتھ محققانہ و منصفانہ اور فیصلہ کن انداز میں بحث کی گئی ہے۔

اہلِ ایمان صرف چند روز انتظار کریں۔

شعبہ نشر و اشاعت انجمن حیدری۔ بھون روڈ چکوال (ضلع جہلم)

ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی۔

۷۸۶

فلاح المومنین فی عزاء الحسینؑ

کچھ عرصہ ہوا کہ خدام اہلسنت والجماعت چکوال کی طرف سے ایک پمفلٹ بعنوان "ہم ماتم کیوں نہیں کرتے" شائع کیا گیا جس میں ماتم و مجالس کے خلاف دل کھول کر بغض و عناد کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں تک لکھ دیا گیا کہ "قاضی صاحب کے دلائل کا جواب کوئی غالی شیعہ دینے کی جرأت قیامت تک نہ کر سکے گا"۔ یہ حضرات غیظان حیدر کرار کی مصلحت آمیز خاموشی کو ان کی عاجزی پر محمول کر کے نقارہ تحدی پیٹتے تھے۔ ملت شیعہ خیر البریہ کے لئے قابل صد افتخار ہے کہ فخر قوم جناب السید واصف حسین صاحب نقوی دام اقبال نے مخالفین کے جملہ اعتراضات کے منہ توڑ جوابات دیتے ہوئے رسالہ شریفہ "فلاح المومنین فی عزاء الحسینؑ" تحریر فرمایا۔

مومنین کرام کیلئے ضروری ہے کہ اس رسالہ شریفہ کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔ قیمت ساڑھے تین روپے

تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت

افقِ حق و صداقت سے عنقریب پوری آب و تاب کے ساتھ منصۂ شہود پر طلوع ہو رہی ہے۔

خدام اہلسنت والجماعت چکوال کو ردِ شیعت میں مولوی کرم دین آف بھیں کی کتاب "آفتاب ہدایت" پر بڑا ناز تھا اور وہ اسے لاجواب سمجھتے تھے۔ بمقام شکر و انبساط ہے کہ سرکار سند المحققین مد ظلہ نے اس جانب خصوصی توجہ مبذول کر کے مذاق و ہمت شکن تحقیقی جواب لکھ کر پوری قوم کا سر افتخار بلند کر دیا ہے۔ جس پر آنے والی نسلیں بجا طور پر فخر کرتی رہیں گی۔

یہ کتاب شیعہ سنی اصولی و فروعی اختلافات کا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ہے۔ تمام نزاعی مسائل پر تہذیب و متانت کے ساتھ محققانہ و منصفانہ اور فیصلہ کن انداز میں بحث کی گئی ہے۔

اہل ایمان صرف چند روز انتظار کریں۔

شعبہ نشر و اشاعت انجمن حیدری۔ بھون روڈ چکوال (ضلع جہلم)

ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی۔